رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۲۷۷

هو الحکیم العلیم

العلم علمان علم الابدان و علم الادیان

هو الحکیم العلیم

طب جدید پنجابی کا ہنا بین وچ چھپن والا۔

ماہوار رسالہ

اطبا کو گورداں بیماراں دے مشکلات وچ کڈن والا

بصیرۃ الاطباء

جلد ۱	مدیر حکیم احمد الدین معہد طب جدید	نمبر

مقاصد رسالہ

(۱) علم علاج کے تمام مروجہ طریقوں مثل یونانی۔ ڈاکٹری۔ ویدک۔ ہومیوپیتھک وغیرہ کے اصولوں پر محققانہ و منقدانہ بحث کرنا اور انکے غلط مسائل کو پختہ دلائل کے ساتھ رد کرنا اور انکے صحیح مگر مختلف فیہ مسائل کو باہم تطبیق دیکر ایک جدید لیکن مکمل اور صحیح طب کا ملک میں قائم کرنا اس رسالے کا خاص اور پہلا مقصد ہوگا۔

(۲) انجمن خادم الحکمت کی طبی خدمات۔ جدید علمی نکات اور نئے نئے تجربات سے پبلک کو آگاہی دینا۔

(۳) مایوس العلاج مریضوں کو طب جدید کے ماتحت صحیح مشورہ دینا۔

ہر قسم کی خط و کتابت و ترسیل زر پتہ ذیل پر ہونی چاہیئے۔

حکیم احمد الدین بانی انجمن خادم الحکمت

شاہدرہ۔ لاہور

اور حکیم احمد الدین جالندھری نے شائع کیا

قواعد رسالہ

(۱) عام سالانہ قیمت تین روپیہ۔ طالب علموں سے دو روپیہ آٹھ آنہ اُمراء سے پانچ روپیہ جو کہ ہر حالت میں پیشگی لی جائیگی۔ مابعد کا کوئی حساب نہیں ہے البتہ باقساط ادا کر سکتے ہیں۔ مثلاً ایک روپیہ چار ماہ کے لئے اور ڈیڑھ روپیہ چھ ماہ کے لئے بھیجکر جاری کرا سکتے ہیں۔ اور میعاد ختم ہونے پر اسیقدر قیمت اور بھیج سکتے ہیں۔

(۲) قیمت رسالہ بذریعہ منی آرڈر بھیجدیں۔ یا وی۔پی ارسال کرنے کی اجازت بخشیں۔ بلا اجازت کسی صاحب کے نام رسالہ وی۔پی نہ ہوگا۔ کیونکہ محکمہ ڈاک کے نئے قانون کے مطابق وی۔پی کا خرچ اب بجائے ایک آنہ کے تین آنہ ہوگیا ہے۔ تو بلا اجازت بھیجنے پر اگر وی پی واپس آجائے۔ تو کارخانہ کا سخت نقصان ہوگا۔

(۳) تمام علمی سوالات مفت درج رسالہ ہونگے۔ لیکن تشخیصی سوالات جو کسی مریض کے متعلق طبی مشورہ کے رنگ میں ہوں وہ سوالات اگر عام اطباء سے ہوں۔ تو دو آنہ فی سوال اور اگر مدیر رسالہ سے خاص ہوں تو دو روپیہ فی سوال اسکے ہمراہ بھیجنا ضروری ہوگا ورنہ تلف کر دیئے جائینگے۔ البتہ ممبران انجمن خادم الحکمت کے اپنے اور انکے اہل وعیال کے متعلق ایسے سوالات مفت درج ہو سکتے ہیں۔

(۴) عارضی طور پر تبدیل مقام کے لئے اپنے ڈاک خانہ میں اطلاع کر دینی چاہیئے۔ اگر ہمیشہ کے لئے یا کم از کم چھ ماہ کے لئے جگہ تبدیل کی ہو تو دفتر کو آگاہ فرما دیا کریں تاکہ آپ کا پتہ تبدیل کر دیا جائے ورنہ رسالہ نہ پہنچنے کا دفتر ذمہ وار نہ ہوگا۔

(۵) جواب طلب امور کے لئے جوابی کارڈ یا لفافہ آنا چاہیئے۔

(۶) نمونہ کا پرچہ چار آنہ کے ٹکٹ آنے پر روانہ ہو سکیگا۔

منیجر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حفظِ صحت

گزشتہ پیوستہ

از حکیم احمد الدین موجد طب جدید

ایسے اثرات مخالف جب انسان پر وارد ہوتے ہیں۔ اسکے جسم کے کسی نہ کسی عضو کے فعل میں ایسی تبدیلی پیدا کر دیتے ہیں جس سے بعض دیگر اعضا کے طبعی افعال بھی اعتدال پر نہیں رہتے۔ یہ وہ حالت ہے جبکہ ہم اس انسان کو مریض کہتے ہیں پس ہمارے واسطے خواص الاشیاء کا جاننا نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ جب تک ہم کو تمام اشیاء کا علم حاصل نہ ہو ہم نہ تو اپنی صحت کی حفاظت کر سکتے ہیں اور نہ ہی گئی ہوئی صحت کو واپس لا سکتے ہیں۔ بلکہ علاوہ علم خواص الاشیاء کے ہم کو ایسی لیاقت بھی حاصل ہونی چاہیئے۔ ہم خواص الاشیاء سے ہر وقت کام لے سکیں۔ پس شے نے اثر کو ہم دور کرنا چاہیں وہ بھی کر سکیں۔ اور جس شے غیر موجود کو ہم چاہیں موجود کر سکیں۔ لیکن یہ امر کہ ہم کو اسقدر طاقت حاصل ہو کہ ہم ہر چیز موجود شمار سے بھی باہر ہیں حاصل کر سکیں یا سب کے خواص معلوم کر سکیں محال محض ہے۔ کیونکہ انکے خواص ایک دو نہیں ہزار دو ہزار نہیں بلکہ بے شمار اشیاء کے بے شمار خواص ہیں جنکا ازبر کر لینا تو جدا رہا ہم معلوم بھی نہیں کر سکتے جس سے ثابت ہوا کہ اگر ہمارا منشاء ہو کہ ہم بیمار نہ ہوں اور ہمیشہ صحت ہمیں حاصل رہے تو یہ مدعا ہمارا کبھی بھی حاصل نہیں ہو سکتا۔ نہ آجتک کوئی ایسا شخص اس دنیا میں پیدا ہوا ہے۔ جو کبھی بھی بیمار نہ ہوا ہو اور نہ آئندہ کوئی پیدا ہو سکتا ہے جو یہ دم مار سکے کہ میں اب تک بیمار نہیں ہوا اسیا کہ آئندہ بیمار نہ ہونگا۔

لیکن کیا اس تحریر کا یہ منشاء ہونا چاہیئے کہ ہم مایوس ہو جائیں کہ ہم اپنی صحت کو قائم رکھنے میں بالکل بے بس اور محض عاری ہیں۔ نہیں اور ہرگز نہیں بلکہ ہم کو محنت اور کوشش سے کام لینا چاہیئے کہ اگرچہ ہمارے لئے تمام اشیاء کا

علم حاصل کرلینا تو ناممکن ہے۔ مگر یہ نہیں کہ چند موٹی موٹی اشیاء کا جن سے انسان کو اکثر واسطہ پڑتا رہتا ہے حاصل کرلینا ناممکن ہو۔ کیونکہ ہم ہمیشہ دیکھتے ہیں کہ بعض اشیاء کے اثر کا ہم کو علم حاصل ہو سکتا ہے۔ اور پھر ہم یہ بھی بارہا دیکھتے ہیں کہ ہم ان اشیاء کے اثر سے مستفید بھی ہوتے ہیں۔ اور انکے ضرر سے بچ بھی سکتے ہیں۔ چنانچہ کئی دفعہ ہم بمقابلہ ان اشخاص کے جن کو انکا علم نہ تھا نفع میں رہے۔ کیونکہ انہوں نے بہ سبب اپنی علمی کے ان اشیاء سے وہ فوائد حاصل نہ کئے لیکن ہم نے اپنے علم کی طفیل حاصل کرلئے یا وہ تو اپنی ناواقفی کی وجہ سے بعض اشیاء کے خواص سے متاثر ہو کر نقصان میں پڑ گئے لیکن ہم بباعث اپنے اس علم خواص الاشیاء کے ان اشیاء کے اثرات سے بچکر ان نقصانات کے وقوع سے محفوظ رہے۔ پس اگرچہ یہ بھی صحیح ہے اور ایک اور ایک دو کی طرح صحیح ہے کہ ہم زمین و آسمان کی ہر ایک مخلوق اور انکے خواص و تاثیرات سے کما حقہٗ واقف نہیں ہو سکتے اور جبکہ ہم انکے خواص کا کما حقہٗ علم حاصل نہیں کر سکتے تو پھر ہم انکے اثرات سے مجتنب یا مستفیض نہیں ہو سکتے جسکا نتیجہ یہ ہے کہ ہم ہر وقت اور ہر آن اپنے علم و قدرت سے اپنی صحت و مرض اور اپنی زندگی و موت کے مالک نہیں ہیں اور ہم کو پورا اختیار حاصل نہیں ہے۔

لیکن یہ امر بھی صحیح اور بالکل صحیح ہے کہ جسقدر بھی اشیاء کا ہم کو علم حاصل ہو سکے ہمارے واسطے مفید اور نافع ہے۔ اور بہت حد تک ہم اس سے فوائد و منافع حاصل کر سکتے ہیں۔ یعنے اس حد تک جہاں تک کہ ہمارا علم اور ہماری طاقت ہماری مدد کر سکیں۔ ہم اپنی صحت کو قائم رکھ سکتے ہیں۔ اس واسطے ضروری اور بہت ہی ضروری ہے کہ ہم اپنی صحت کی حفاظت کے واسطے حتے الامکان بہت سا علم حاصل کریں۔ اور اس علم کے مطابق عملدرآمد کر کے صحت جیسی نعمت عظیمہ سے مالامال ہوں۔

(باقی دارد)

افعال الاعضا

گذشتہ سے پیوستہ

از جناب حکیم مولوی عبد الغنی صاحب سکنہ جھیورانوالی

معدے میں ہضم کی مدت

اس بات کا دارومدار عام طور پر غذا پر منحصر ہے۔ مختلف قسم کی غذائیں مختلف اوقات میں ہضم ہوتی ہیں۔ حکما نے ہر ایک غذا کی تفصیل ہضم کا نقشہ بصورت جدول لکھا ہے۔ مگر یہاں اس تفصیل کی گنجائش نہیں۔ اتنا ہی عرض کر دینا کافی ہے۔ کہ سیال چیزیں۔ مثلاً دودھ۔ نمکین پانی۔ شراب وغیرہ جلدی عروق جاذبہ میں منجذب ہو جاتی ہیں۔ اور گاڑھی اشیاء دیر سے۔

عام طور پر ہر ایک غذا تین چار گھنٹے میں ہضم ہو کر معدہ خالی ہو جاتا ہے۔ بشرطیکہ اس کے افعال درست ہوں۔

بھوک کیا ہے؟

یہ بات اگرچہ نظام عصبی کے متعلق ہے۔ اور اس کے تحت میں بیان ہونی چاہیے مگر چونکہ یہ ایک معدہ کا فعل ہے۔ اس لئے یہاں ہی بیان کیا جاتا ہے

بھوک جسے عربی میں جوع۔ انگریزی میں ہنگر HUNGER کہتے ہیں۔ ایک احساس کا نام ہے۔ جو غذا کھانے کی خواہش پیدا کرتا ہے۔ اور بدن میں غذا کی کمی بتاتا ہے۔

یہ خواہش بظاہر معدے میں معلوم ہوتی ہے۔ لیکن درحقیقت تمام اعضاء میں غذا کی کمی ہوتی ہے۔ اور وہ ترتیب وار اپنے متعلقہ اعضا سے خوراک طلب کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ یہ سلسلۂ طلب معدہ تک پہنچتا ہے۔ کیونکہ سوائے اسکے غذا

پہنچانے کا اور کوئی قدرتی ذریعہ نہیں ہے۔ اسی واسطے یہ خواہش معدہ میں ظاہر ہوتی ہے۔ اور اسی لئے پہلے کہا گیا ہے۔ کہ یہ ایک باورچی خانہ ہے جہاں سے اعضاء غذا حاصل کرتے ہیں۔

بھوک کے احساس کی کیفیت

اسباب میں متقدمین اور متاخرین کا اختلاف ہے۔

متقدمین تو اس کیفیت کو یوں بیان فرماتے ہیں۔ کہ معدہ کے خالی ہونے کے وقت طحال (تلی) سے ایک ترش (حامض) اور بکھئی (عفص) سی رطوبت فم معدہ پر گرتی ہے۔ جسے سودا کہتے ہیں۔ اس ترش رطوبت سے فم معدہ کے اعصاب متاثر ہوتے ہیں۔ مزید برآں عروق جاذبہ جو کیلوس چوستے ہیں۔ خلو معدہ کے وقت زیادہ شدت سے چوستے ہیں جس سے اعصاب متاثر ہوتے ہیں۔ اور بھوک کی تحریک پیدا ہوتی ہے۔

سوداء کی ترشی کی ایک یہ بھی دلیل پیش کرتے ہیں۔ کہ کھانے کے بعد جس وقت قے۔ یا ڈکار آجاوے۔ اور معدہ سے غذا کا کچھ حصہ منہ میں آجاوے۔ تو مُنہ کا ذائقہ ترش ہو جاتا ہے۔ یہ ترشی سودا ہی کے سبب سے ہوتی ہے۔

متاخرین کو اسباب میں کلام ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ نہ تو کوئی رطوبت طحال سے فم معدہ پر گرتی ہے۔ اور نہ کوئی نالی ہی طحال سے فم معدہ تک آتی ہے۔ اور نہ طحال کا یہ فعل ہے۔ جو متقدمین بیان کرتے ہیں۔ اور نہ وہ ترشی سودا کی ہوتی ہے۔ جو ڈکار کے وقت منہ میں آتی ہے۔ بلکہ ان کا خیال ہے۔ کہ معدہ میں خانہ دار ساخت سے خلو معدہ کے وقت عرق معدی (جوہر ہاضم) کی رطوبت رستی ہے۔ جو ترش اور نمکین ہوتی ہے۔ اسی سے اعصاب متاثر ہوتے ہیں۔ اور بھوک کے احساس کی کیفیت پیدا کرتے ہیں۔ اور عروق جاذبہ کیلومیہ کے فعل میں دونو کا اتفاق ہے۔

موجد طب جدید۔ بھوک کا باعث نہ تو سودا کا تلی سے فم معدہ پر گرنا ہے اور نہ ہی کھاری اور ترش رطوبات معدی کا ترشح بھوک کا سبب ہو سکتا ہے کیونکہ یہ رطوبات اسوقت مترشح ہوتی ہیں جب غذا معدہ میں وارد ہوتی ہے۔ پس بھوک کا احساس محض ضرورت غذا اور خلو معدہ سے ہوتا ہے لیکن اس احساس میں عادت کا بھی بہت سا اثر ہوتا ہے۔

علاج الامراض

گزشتہ سے پیوستہ

نزہۃ موحد طبیب جدید

باب (۱)

امراض الاوجاع

فصل دوسری

وجع العین۔ یعنی آنکھ کے درد کے بیان میں۔ سو یاد رکھنا چاہئے کہ آنکھ میں درد ہونا بھی کوئی خاص مرض نہیں ہے بلکہ بعض امراض چشم میں بطور علامت کے واقع ہوا کرتی ہے۔ چنانچہ امراض ذیل میں اکثر درد ہوا کرتا ہے۔

(۱) **قذی العین** (آنکھ میں کچھ پڑ جانا) یعنی ریت یا کنکر یا شیشہ کا ذرہ یا چونہ یا بارود وغیرہ وغیرہ کوئی چیز آنکھ میں پڑ کر پلکوں میں چپک جاتا یا قرنیہ پر جم جاتا ہے یا چوٹ وغیرہ لگ جاتی ہے۔ جس سے آنکھ میں خراش اور درد وغیرہ کیفیات پیدا ہو جایا کرتی ہیں۔ سو قذیٰ کے اقسام اور انکے علیحدہ علیحدہ علاج صدمات بیرونی کے باب میں مفصل مسطور ہونگے۔ اس جگہ لکھنا موزون نہیں ہے۔

(۲) آنکھ کی ورم اور سوزش میں بھی درد چشم ہو جایا کرتا ہے۔ جس کے اقسام اور مختلف علاج بھی باب الاورام میں لکھے جائینگے۔

(۳) کبھی بسبب نزلہ و زکام کے آنکھوں کی غشاء مخاطی کے شریک مرض ہو جانے سے درد چشم شروع ہو جایا کرتا ہے۔ لیکن اس کا علاج بھی باب الاورام میں ذکر ہوگا۔

(۴) بعض دیگر امراض مثل آتشک و سوزاک سے بھی آنکھ میں سوزش ہو کر درد چشم ہو جایا کرتا ہے۔ لیکن ایسی حالت میں بھی اس درد چشم کا علاج ان امراض کا اصل علاج کرنا ہی ہو سکتا ہے۔

(۵) آنکھ میں پھنسیاں پیدا ہو جانے سے بھی آنکھ میں درد ہو جایا کرتی ہے۔ ایسے موقعہ پر بھی پھنسیوں کا علاج کرنا چاہئے۔ جو کہ باب اورام ہی میں لکھا جائیگا۔ ان سب کی علامات بھی ظاہر ہیں تفصیل کی ضرورت نہیں۔

(۶) نچلے اور اوپر والے پپوٹوں میں سے کسی ایک کی غدودوں میں سوزش ہو کر وہ غدد مواد سے بھر کر متورم ہو جایا کرتی ہیں۔ یعنی جس طرح سے طحال اور کبد میں عظم پیدا ہو جاتا ہے اسی طرح ان غدد میں بھی ایک طرح کا عظم آجایا کرتا ہے یعنی ورم صلب ہو کر وہ گلٹیاں غلباجرہ کے دانوں کی طرح سے ظاہر طور پر بھی دکھائی دینے لگتی ہیں۔ اور وہ آنکھ کے ڈھیلے کو ہمیشہ اپنی رگڑ سے ماؤف کرتی رہتی ہیں۔ جس کو کنکرے اور ردے بولتے ہیں۔ پس اس مرض میں بھی آنکھ میں رڑک اور چبک ہو کر درد کی تکلیف محسوس ہوا کرتی ہے۔ لیکن ان تمام امراض کے بیانات انکے اپنے اپنے ابواب میں مذکور ہونگے۔ البتہ اس جگہ صرف اسقدر لکھدینا مفید ہے کہ اگر کسی مرض کی شدت سے آنکھوں میں درد بشدت ہو رہا ہو تو علاوہ علاج اس مرض کے صرف اس درد سے بچنے کے واسطے مخدرات کا استعمال کرنا بھی ضروری ہوا کرتا ہے۔ اور اس کے دو طریقے ہیں۔

(۱) کسی خاص مخدر دوائی سے صرف آنکھ کے عضو کے اعصاب کو مخدر کیا جائے۔

(۲) خاص دماغ اور نظام عصبی کو عام طور پر مخدر کیا جائے۔ سو پہلی تجویز بہت احسن ہے۔ اس کے واسطے ادویہ ذیل مفید تر ہیں۔

(۱) کوکین یہ ایک انگریزی دوائی اور بہت مخدر ہے۔ اسکو پانی میں حل کر کے آنکھ میں ڈالدینا فوراً درد کی تکلیف کو کم کر دیتا ہے۔

(۲) افیون ہے اگر کوکین نہ مل سکے تو افیون کو پانی میں حل کر کے استعمال کر سکتے ہیں۔ افیون اور کوکین دونو کے محلول مختلف طاقتوں اور نسبتوں کے ہوتے ہیں جنکا ذکر علم الادویہ میں آئیگا۔

(۳) پوست خشخاش پانی میں پکا کر اس کی ٹکور کرنا بھی درد میں تسکین کا باعث ہوتا ہے۔ اور مفید ہے۔

(۴) صرف گرم پانی کی بھاپ یا کسی گرم چیز کی ٹکور بھی بعض اوقات درد کو کم کر دیتی ہے۔

علم الادویہ

از حکیم احمد الدین موجد طب جدید

مرکبات

(۱) روغن اجوائن - اس کی ترکیب عمدہ و اعلےٰ یہ ہے کہ پہلے اسکا عرق نکالا جائے پھر عرق کے اوپر سے تیل علیحدہ کر لیا جائے - اس کے علاوہ دوسری ترکیبیں بھی ہیں جیسے پتال جنتر یا ڈول جنتر وغیرہ لیکن ان ترکیبوں سے تیل میں بدبو اور سرلاند پیدا ہو جاتی ہے -

خوراک ایک قطرہ سے تین قطرہ تک

(۲) **اجوائن کا نرم تیل** - روغن اجوائن ایک حصہ - روغن کنجد نو حصہ باہم ملا دیویں - یہ روغن زخموں وغیرہ پر لگانے کے کام آتا ہے -

(۳) **مطبوخ** - ایک حصہ اجوائن نیم کوب کو پندرہ حصہ پانی میں نرم آگ پر پکائیں جب تیسرا حصہ پانی جل جائے تو آگ سے نیچے اُتار کر رکھ لیں سرد ہونے پر پانی کو نتار لیں - کپڑے کی صافی پر چھاننے سے اس کی روغنیت جسپر فائدہ کا انحصار ہے کپڑے میں جذب ہو جانیکا خوف ہے -

خوراک ایک چھٹانک سے ڈیڑھ چھٹانک تک -

(۴) **عرق اجوائن** - اجوائن ایک حصہ پانی بیس حصہ میں ڈال کر بذریعہ قرع انبیق کے عرق نکالیں - جب دس حصہ عرق نکل چکے بس کر دیں -

خوراک نصف چھٹانک سے ایک چھٹانک -

(۱۰) اجوائن خراسانی

جسکو بنج اور سیکران بھی کہتے ہیں - یہ ہماری ہلکی دوا ہے - لیکن افسوس کہ

اہل ملک اس کی ماہیت سے بالکل ناواقف ہیں کہ اسکے نام اور اسکے فوائد سے بھی واقف نہیں ہیں۔ چنانچہ ہمارے اکثر اطبار بنج کو بھنگ اور اسکے بیج یعنی تخم سیکران کو بھنگ کے بیج سمجھتے ہیں۔ جو کہ فاش غلطی ہے۔ بذر البنج بھنگ کے بیج نہیں۔ ہیں۔ بلکہ اجوائن خراسانی کا نام ہے۔ کیونکہ بھنگ کے بیج کو عربی میں بذر القنب کہتے ہیں۔ اسکا نام اجوائن خراسانی رکھنا بھی ثابت کرتا ہے۔ کہ ہمارے اہل ملک اس سے واقف نہیں ہیں۔ کیونکہ یہ دوا کسی صورت میں بھی اجوائن کے نام سے موسوم ہو سکنے کے قابل نہیں ہے۔ نہ تو اسکی بو اجوائن سے مشابہ ہے نہ اسکے پھول نہ اسکے بیج اور نہ ہی اسکے خواص حتےٰ کہ کسی قسم کی باہم مشابہت نہیں ہے کہ اسکو اس مشابہت کی وجہ سے اجوائن کہا جا سکے۔ مزید براں اسے خراسان سے نسبت دینا بھی ہماری لاعلمی پر دلالت کر رہی ہے۔ کیونکہ یہ بوٹی ہمیشہ سے کوہ ہمالہ۔ بلوچستان اور شمالی ہندوستان میں خود رو پیدا ہوتی ہے۔ لیکن اسکو خراسان کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ جہاں سے آکر یہاں فروخت ہوئی۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ ہمارے ملک کے طبیب اس دوا کی نسبت سخت غلطی میں ہیں اور اس غلطی کی وجہ سے بہت سا نقصان اُٹھاتے ہیں۔ چنانچہ عام طور پر کمی حیض (عسر الطمث) میں ادرار حیض کے لئے نسخہ میں علاوہ دیگر ادویہ کے چاروں اجوائن الخصدیتے ہیں۔ (باقی دارد)

ایک غلطی کی اصلاح

ہمارے مکرم و معظم جناب حکیم مولوی نظام الدین صاحب احمدی تحریر فرماتے ہیں کہ گذشتہ سے پیوستہ رسالہ کے مضمون علم الادویہ صفحہ ۱۸ پر اثل کا بیان کرتے ہوئے جو لکھا گیا ہے کہ اسکا پھل مائیں کہلاتا ہے یہ غلط ہے کیونکہ مائیں حقیقت میں اسکا پھل نہیں ہے۔ بلکہ اس کی شاخوں میں ایک قسم کا کیڑا سوراخ کر کے اس میں انڈے دیتا ہے۔ اور سوراخ کے مقام پر ایک قسم کی گانٹھیں پیدا ہو جاتی ہیں جو کہ مائیں کہلاتی ہیں۔ لہذا تمام ناظرین اپنے اپنے رسالہ میں صحت کر لیں۔

مراسلات

مراسلہ ۱

منجانب جناب مولوی حکیم انوار حسین خانصاحب شاہ آبادی

میرے پاس رسالہ تبصرۃ الاطبار ۳ تک پہنچا ہے - واقعی قابل داد ہے - یہ خوبی زیادہ ہے کہ تحقیقاتی حالت میں اس رسالہ میں درج کیا جاتا ہے - اور نیز یہ کہ اکثر وہ ادویہ ہیں جو آسانی سے فراہم ہو سکتی ہیں - میں انشاء اللہ مبلغ صہ بھیجدونگا - اگرچہ قیمت نہیں قرار دی جا سکتی مگر خیر تاہم کچھ ہوگی - مجھکو چونکہ ادویہ کی تحقیقات زیادہ تر مرکوز خاطر ہے - اور میری طبیعت دوا کی شناخت اور اُس کی ماہیت کے دریافت کرنے کے واسطے زیادہ مائل ہے - لہذا بہ نسبت اور مباحثات علمی کے اُس میں زیادہ حظ و لطف آتا ہے - مرکی کو میں انشاء اللہ بھیجوں گا - خیر میرے نزدیک اچھی ہے - جو کہ یہاں کے عطاروں سے ملتی ہے - غالباً دہلی سے آتی ہے - میں نے چند ادویہ کے متعلق دہلی کو لکھا ہے - اگرچہ وہ کوئی خاص نہیں ہیں جیسے بو زیدان اور کاکنج وغیرہ ہے - مگر اُس کو دیکھا ہے کہ لاہور سے اور وہاں سے ان میں کیا فرق ہے - تخم دھنتر کی بابت میں نے حکیم غلام غوث صاحب سے جبکہ میں امرتسر میں ٹھیرا تھا جلسہ سے واپسی کے وقت تو اُن سے میں نے دریافت کیا اور اُنہوں نے مجھکو تخم دھنتر دیا مگر محیط اعظم سے جو ملایا کہ مصنف محیط نے تخم دھنتر کو لکھا ہے اور اُس کی ماہیت کا سبکی میں حوالہ دیا ہے - وہاں کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ اُس کا تخم مثل لوبیا کے ہوتا ہے - اس حساب سے اس میں بہت فرق تھا - اب میں نے اُس کو کاشت کر دیا ہے - دیکھنا چاہیئے - اگر وہ جم گئے تو اُس کے حال سے آگاہی ہوگی - کہ اس کے پتہ کیسے ہوتے ہیں - مجھکو زہر مہرہ خطائی اصل اور جدوار اصلی کی ضرورت ہے - پہلے ۳ ماشہ فی - اگر جناب کے نزدیک اصلی ہو

تو بطور نمونہ اُس کا ویلیو کر دیا جائے۔ بعد اُس کے ایک ایک چھٹانک یا نصف چھٹانک منگوانا ہے۔ اگر موقع ہو اور فرصت اسقدر مل سکے۔ کہ جناب اپنا وقت عزیز اس کام میں صرف کر سکیں ورنہ ضرورت نہیں ہزار ایک مرتبہ مجھکو ملی تھی ویسی دستیاب نہیں ہوئی۔ مجھکو اُمید ہے کہ آپ خیریت سے ہونگے۔ میں بوجہ عدیم الفرصتی کے تحریر عرائض سے قاصر رہا۔ معاف فرمایئے گا۔

(اڈیٹر۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ نے بہت سا روپیہ تحقیقات ادویہ پر خرچ کیا ہے۔ اور ہمیشہ آپ کمیاب اور نایاب ادویہ کی تحقیقات اویلیبل کرنے کی فکر میں رہتے ہیں۔ اس واسطے معروض ہوں کہ جس جس دوائی کے متعلق جو جو تحقیقات کی ہو اور جو جو نتائج نکلے ہوں وہ تحریر فرمائیں تاکہ انکے اندراج سے دیگر دوستوں کو فائدہ پہنچایا جائے۔ حسب الحکم زہر مہرہ خطائی ۳ ماشہ اور اصلی جدوار ۳ ماشہ ارسال خدمت ہے۔)

مراسلہ ۲

(منجانب جناب حکیم گنگا رام صاحب حکیم حاذق سرائے سدھو)

تسلیم مع التکریم۔ میں نہایت مسرت سے اس امر کا اظہار کرتا ہوں۔ کہ آپنے نہایت دلیری سے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔ فی الحقیقت غور کن طبائع اس پہلو میں نہایت تذبذب پذیر ہیں۔ لیکن علے الاعلان اظہار کرنے کی جرأت کا سہرہ آپ ہی کے سر پر رہیگا۔ میں اپنے متعلق کیا کہوں۔ کیونکہ "مدعی باید کہ کچری خربوزہ شود" کے مصداق جس مسئلہ پر اڑے۔ اُستادوں نے جھڑک کر کہدیا۔ کہ تم ناقص العقل اِن غوامضات کو کیا سمجھ سکتے ہو۔ اور ہم بھی آمنا و صدقنا کہکر خاموش ہو رہے۔ لیکن جب سے رسالہ تبصرۃ الاطباء کو پڑھا ہے۔ سمجھ میں آگیا ہے۔ کہ اُستاذنا کا مذکورہ فقرہ کوئی معشوق ہے اِس پردۂ زنگاری میں" کے مصداق مجبوری اور ناواقفی کا پہلو لئے ہوئے تھا۔ اور حین علاج میں جو جھنجٹ غیر معتدلہ اخلاط و اضلاط مرکبہ سے

تشخیص مرض میں واقع ہوتا ہے۔ فی الحقیقت بڑے لائق سے لائق طبیب دل برداشتہ ہوکر ادویات بالخاصہ جو کہ سرد و گرم کی رگڑ سے علیحدہ ہیں۔ یا ڈاکٹری ادویات کا آسرا لیتے ہیں۔ کیوں؟ محض اس لئے کہ متضاد علامات اِضلاط دیکھکر تعین غلبہ اخلاط محال ہوجاتا ہے۔ بس مرض کے یعنی تغیر افعال الاعضاء کو دیکھکر مخزن حکمت کو دیکھا۔ اور نسخہ بنا کر دیدیا۔ اور چھٹی پائی میں دیکھ رہا ہوں۔ کہ آجکل جو کہ اپنے آپ کو عالم و فاضل طبیب کہتے ہیں انگریزی ادویہ و کشتہ جات کا استعمال کرنے لگے ہیں۔ محض اس لئے کہ نادانستہ چیز میں ذرا شبہ ہوتا ہے۔ کہ ممکن ہے کہ یہ زیادہ فائدہ کرے لیکن با اینہمہ ہم اشاعت اُس صورت میں کرسکتے ہیں۔ جبکہ ان تمام اصولوں کو بخوبی طور پر سمجھ لیں۔ اور مخالفوں کے جواب دینے کے قابل ہو جائیں۔ فی الحال میں ایک سوال عرض کرونگا۔

(اڈیٹر۔ اس سے آگے حکیم صاحب نے ایک سوال لکھا ہے جسکو کالم استفسارات سوال ۲۰ میں درج کرکے اسکا جواب بھی اسی رسالہ میں دیدیا گیا ہے[1]۔ اس کے علاوہ آپ نے حکیم سید فضل حسین صاحب امرتسری کے جواب مضمون پر بھی ایک مضمون لکھا ہے۔ جسکو میں نے بہ ضمن سوال ۲۵ درج کردیا ہے۔ لیکن فریقین سے میں بڑے ادب سے استدعا کرتا ہوں کہ طب اور مذہب کو بالکل علیحدہ علیحدہ رہنے دیں۔ خلط ملط نہ کردیں جیسا کہ پہلے جناب وید صاحب اور پھر جناب سید صاحب اور اب کسیقدر حکیم صاحب نے کیا ہے۔ بلکہ صرف مادہ پر بحث ہونی چاہئے۔ مسئلہ تناسخ اور مکتی کو بالکل مضمون سے علیحدہ رکھیں۔ اگر کسی صاحب نے پھر آئندہ کسی دوسرے فریق کے مذہب پر حملہ کیا تو انکا مضمون درج رسالہ نہ ہو سکے گا۔)

---

[1] یہ سوال جوابات اس رسالہ میں درج ہونے سے رہ گئے تھے اس لئے اب درج ہوئے۔

استفسارات

سوال نمبر ۱۸۔ مستدعی ہوں کہ بغور ملاحظہ عریضہ ہذا موجودہ بخارات مہلکہ کے حل غوامض اور انکشاف کی طرف جناب کی انعطاف توجہ کا ضروری اور لابدی قرار دادہے۔ یعنی اینکہ موجودہ بخار من حیث ھو کیا ہیں۔ (جناب نے اپنے زیر علاج بیسیوں نہیں بلکہ سینکڑوں مریض آجکل دیکھے ہونگے اور علاج کیا ہوگا)۔

ڈاکٹر صاحبان تو اسکو انفلوائنزہ قرار دیتے ہیں۔ ہمارے متقدمین نے تو نزلہ زکام کا اگرچہ ذکر وضاحت سے کیا ہے۔ مگر اسکا وبائی ہونا کہیں مندرج نہیں۔

موجودہ بخار اگر انفلوائنزا ہی فرضاً تسلیم کیا جاوے۔ تو اسکا اثر ناک یا غشاء مخاطیہ تک ہونا چاہیئے تھا۔ اور زکام ضروری اور لازمی چاہیئے تھا۔ مگر یہ تپ مختلف عوارضات وعلامات سے ظاہر ہو رہا ہے۔ زبان سیاہ۔ ہذیان سرسام۔ ذات الجنب۔ بعض کو تو رکی نکلتی ہے۔ خون جذب ہو کر رنگت سفید یا زرد ہو جاتی ہے۔ کسی کو عوارضات مذکورہ بالا سے کوئی اور کسی کو کوئی ہوا کرتا ہے۔ بعض کو محرقہ کی طرز پر بعض کو نمونیا۔ بعض کو تے صفراوی وکرائی۔ زنگاری اور طرفہ یہ کہ باوجود صفرا دیت قے وغیرہ کے ریزش وغیرہ بھی بدستور ہے۔ صفراویت کے قطع کے واسطے حموضات مثل سکنجبین تمرہندی وغیرہ ضرورت ہے۔ مگر ریزش نزلہ کے واسطے حموضات کی سخت ممانعت ہے۔ قضیہ برعکس ہو رہا ہے۔

بعض مریض شدت وحدت مرض سے ہفتہ کے اندر اندر جان بحق ہو گئے ہیں۔ مگر جسقدر میرا تجربہ اور مشاہدہ کام کر رہا ہے۔ ان بخاروں میں علاوہ دیگر عوارضات مختلفہ کے یہ عارضہ کلیہ ہے کہ مریضوں کا جگر ضرور ماؤف ہوتا ہے۔ یعنی درمی صورت لئے ہوئے ہے۔ اور لمس یا ٹھوکر سے درد محسوس کرتا ہے۔ اور یہی محل اخلاط ہے۔

بعض ڈاکٹر صاحبان ٹائیفائڈ فیور بتلاتے ہیں۔ بعض کچھ بتلاتے ہیں۔ میں سخت حیرانی اور شش وپنج میں ہوں کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ اور اسکی ماہیت

اور اصلیت کیا ہے۔ اور یہ وبائی صورت اختیار کئے ہوئے ہے۔ جس گھر یا محلہ میں اسکا ظہور ہوا ہے۔ کل گھر تا محلہ والوں کو ہو کر رہا ہے۔ شاذ و نادر ہی کوئی شخص بچا ہوگا۔ طاعون کی طرح وبائی حملہ کر رہا ہے۔

لہذا میں نہایت ہی مودبانہ درخواست کرتا ہوں کہ اس کی ماہیت کو من کل الوجوہ روشنی میں لایا جاوے۔ اور مدلل و سندی حوالجات سے اس کی تشخیص و تقرری کو ذہن نشین کرایا جاوے۔ اور اسی کے معالجہ کے واسطے ایک ایسا بیخطا حکمی دستور العمل تجویز فرمایا جاوے جو لاجواب ہو۔ اگر ان تپوں میں باقی حمیات کی طرح نضج و بحران کا انتظار کرتے رہیں۔ تو اتنے عرصہ تک مریض کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ باوجودیکہ یہ بخار طبی اصول کے مطابق ۷-۹-۱۱ دنوں پر حکماً بحران کرتا ہے۔ اوپر ۷-۹ بحران کے بعد بخار اتر کر ۵-۴ یوم آرام ہو کر از سر نو بخار شروع ہو جاتا ہے۔ علے ہذا کئی طرح رنگ بدلتا ہے۔

آپکا قدیمی نیازمند احقر الثقلین نظیر حسین از محلانوالہ

سوال نمبر ۱۹۔ مزاج سوداوی عمر ۴۹ سال۔ اوائل عمر میں چند سال جلق لگایا۔ ۱۸ یا ۲۰ سال کی عمر میں سوزاک اور کمزور قسم کا آتشک ہوا یعنے عضو تناسل کے پہلو میں ایک پھنسی ہو کر زخم ہو گیا۔ سوزاک پینے کی انگریزی دوا سے اور زخم آئڈو فارم لگانے سے اچھا ہو گیا۔ بعد چند سال وقتاً فوقتاً آتشک کے اندیشہ سے انگریزی علاج پارہ اور فولاد سے کرتا رہا۔ اُسکے چند سال بعد عرصہ دراز تک گاہے گاہے مصفی خون مثلاً پوٹاشی آئڈائڈ سارسا پریلا کا استعمال کرتا رہا۔ ۹ یا ۱۰ سال ہوئے ناک کی بائیں جانب ایک پھنسی نکل آئی۔ جسے میں نے قینچی سے کاٹ دیا۔ وہ بڑھ گئی۔ چند روز کے علاج کے بعد ڈاکٹروں نے لاہوری پھوڑا اور ایگزیما تجویز کیا۔ انگریزی علاج سے شفا نہیں ہوئی۔ کسی فقیر کے نسخہ عرق کو لگانے سے آرام ہوا۔ یہ زخم ناک پر ہوتا ہوا ناک کے اندر۔ اور ہونٹوں تک آگیا تھا۔

پیٹ کی شکایت ہمیشہ رہا کرتی تھی۔ قبض ضرور رہتی تھی۔ اور کسی قسم کے نشانات آتشک ظاہر آجتک نہیں ہوئے۔ ڈاکٹر کہتے ہیں کہ کہنی کے جوڑ میں غدود ہیں۔ اور خون میں کمزوری۔ آتشک ضرور ہوا ہے۔ مگر شروع میں اور درمیان میں علاج کرنے سے زور ٹوٹ گیا ہے۔ اب تیسرا درجہ ہے۔ کبھی کبھی پنسلی کی ہڈی میں ورم ہوجاتا ہے۔ اور خود بخود اچھا ہوجاتا ہے۔

گذشتہ زمانے میں۔ ایام حیض اور کھانا کھانے کے بعد جماع میں پرہیز نہیں کرتا تھا۔ کمزوری عام ہے۔ نفخ (ہوا جگر کی طرف بیقرار کرنیوالی اور خارج ہونے میں گھنٹوں انتظار کرانے والی) بافراغت اجابت نہ ہونا۔ اجابت کے بعد بھی نفخ رہنا جگر کی بیقاعدگی۔ کبھی ہے تبخیر۔ کبھی ہے دھڑکن۔ صدر جے کی سرعت۔ نامردی۔ پٹھوں کی کمزوری۔ نسیان۔ مزاج میں تلون۔ مالیخولیا۔ جنون یعنے غضب کا غصہ ہر بات کا احساس بکثرت کرنا۔ سوچنے اور فکر کرنے کی عادت یبوست۔ رات کو بیدار ہونا اور نفخ کے ازالہ کے لئے حقہ پینا۔ نیند خوب آتی ہے۔ بھوک خوب لگتی ہے۔ کئی سال سے بیوی سے علیحدگی ہے (۸ سال سے) سال سال بھر احتلام نہیں ہوتا۔ دو لڑکے ہیں ایک لڑکی۔ لڑکے ۱۹ اور ۱۶ کے عمر کے۔ لڑکی ۹ سال کی۔ وہ بھی کمزور ہیں نسبتاً کمزور ہیں۔ بڑے غصہ ور۔ اور ذرا سی بات کو محسوس کرنے والے۔ پڑھنے میں تیز۔ خاموش رہتے ہیں۔ نسیان اُنکو بھی ہے۔ اگر مجھے آتشک ہوا ہے تو کوئی دوا جو ایسی پُرانی آتشک کے اندرونی اثرات کو زائل کرنے والی۔ دماغ اور دل کو صحت کی حالت میں لانیوالی صحت کو عود کرانیوالی حافظہ کی اصلاح کرنیوالی۔ مردانیت کو بحال کرنیوالی۔ دائمی قبض کو رفع کرنیوالی مزاج میں اصلاح پٹھوں کو تندرست کرنیوالی تجویز کرکے ممنون فرماویں شکم کا عارضہ بھی رفع ہونا ضروری ہے۔ میرے بچوں کے حفظ ماتقدم کیلئے کہ انکو میرے خون سے جو مرض وراثت میں ملا ہو کوئی نسخہ تجویز فرمایا جاوے۔ راقم ایک یاس

سوال نمبر ۲۔ آپنے تبصرۃ الاطباء کے صفحہ ۱۹ کے بقیہ حاشیہ ۲ میں تحریر فرمایا ہے۔ کہ مواد رویہ کبھی بھی باعث اول مرض نہیں ہوتے۔ بلکہ بیمار ہوجانیکے

بعد ہی اخلاط میں تغیر واقع ہوتا ہے۔ اسپر سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ جب انسان غذا از قسم لحم و ملزخون یا بلغم وغیرہ استعمال کرتا ہے تو کیا اس سے اخلاط پیدا ہوتے ہیں یا نہیں۔ اگر اخلاط پیدا ہوتی ہیں جیساکہ طب یونانی مانتی ہے تو لازمی طور پر ماننا پڑیگا۔ کہ نسبت اخلاط میں فرق آنے سے افعال الاعضا میں تغیر واقع ہوگا اور مرض مادی کا وجود تسلیم کرنا پڑیگا۔ لیکن اگر ان سے اخلاط کا وجود ہی نہو تو ان دلائل کا کہ ہر ایک شے کا جزو اولیہ ارکان ہیں اور ارکان کی آمیزش سے الگ الگ مزاج پیدا ہوتے ہیں۔ کیا جواب ہوگا۔ (گنگا رام حکیم حاذق از سرائے اسہو

سوال ۲۱ بواسیر خونی و بادی کا کوئی مجرب نسخہ مطلوب ہے۔ جو بنجیطا ہو۔ خادم الحکما جے رام آنند

سوال ۲۲ لڑکیاں لڑکوں کی نسبت کیوں جلد جوان ہوتی ہیں حکیم بہاؤ الدین شاہ

سوال ۲۳ مذبوحہ جانور کا گوشت بعد نکل جانے جان کے بہت دیر تک کیوں پھڑکتا رہتا ہے۔ ایضاً

سوال ۲۴ بہ نسبت سردیوں کے گرمیوں میں کیوں زیادہ بادل گرجا کرتے اور بجلی گرا کرتی ہے ناظرین رسالہ ضرور اپنی اپنی عقلی رائے قائم کریں۔ ایضاً

سوال ۲۵ رسالہ تبصرۃ الاطبار مارچ سنہ ۱۹۲۱ء ملا جواب منجانب حکیم فضل حسین صاحب امرتسری کا مطالعہ کرنیسے معلوم ہوا۔ کہ حکیم صاحب نے باوجود رسالہ تبصرہ کو مذہبی میدان نہ بنانیکے حق میں ہوتے ہوئے بھی حقیقت پر پردہ ڈالنے کی کوشش میں اپنے مذکورہ بالا اصول کو بہت بُری طرح گھائل کیا ہے۔ میں مانتا ہوں کہ ابتدا وید مہاراج سے ہوئی لیکن ایسی بے سروپا اور دعوے بلا دلیل تحریر کے نوٹس لئے بغیر کام چل سکتا تھا۔ اور یہ تحریر کوئی مؤثر تحریر نہ تھی۔ لیکن حکیم صاحب نے جواب دیکر فی الحقیقت اُسکے زور کو تسلیم کیا ہے۔

حکیم صاحب کو مادہ اور روح کے اَنادِ تو یعنی ازلی وابدی ہونے سے انکار ہے۔ اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ چونکہ مادہ متغیر ہے لہذا حادث ہے۔ دلیل بظاہر ٹھیک ہے لیکن نفس مضمون پر سخت غلطی امیز دھکا لگاتی ہے۔ یعنی فی الحقیقت سالم بیان نہیں کی گئی۔ اِس طرح بیان کرنے سے معاملہ بالکل صاف ہو جاتا ہے۔ کہ

المادۃُ مرکبٌ اور کُلّ مرکبٌ حادثٌ۔ لہذا مادہ حادث ہے۔ لیکن مادہ کے

بصورت مرکب ظاہر ہونے سے پہلے بساطت مادہ سے انکار کرنا بدیہات سے انکار کرنا ہے۔ بسائط کے مجموعہ کا نام ہی مرکب ہے۔ لیکن مُرکب کے حدوث سے مفردات کا حدوث لازم نہیں آتا۔ اگر معلول کے حادث ہونے سے علت کا حادث ہونا لازمی ہو۔ تو حکیم صاحب خالق عالم بھی علت ہے۔ بس سمجھ لیجئے کہ یہ منطق کہاں لے جاتی ہے۔ کہا جا سکتا ہے کہ وہ علت فاعلی ہے مادی نہیں۔ لیکن خواہ کوئی علت ہو۔ از روئے زمانہ کے معلول کا اثر علت پر مساوی نہیں ہوتا۔

اسے دوسری طرح پر بھی دیکھا جا سکتا ہے۔ کہ اگر مادہ فی الحقیقت کوئی ہستی ہے۔ تو یہ آیا کہاں سے۔ خدا کے اندر سے یا باہر سے۔ اگر اندر سے کہیں تو خداوند تعالےٰ کو واجب الوجود ماننے سے فریقین کو انکار نہیں۔ جو چیز اُس سے آتی ہے وہ واجب ہے۔ لیکن ایک نقص ہے۔ کہ چونکہ مادہ غیر مدرک ہے۔ لہٰذا غیر مدرک جُز اس پاک اور مدرک بالذات ہستی کا ماننا پڑیگا۔ جو کفر صریح ہے۔ اگر باہر سے مانیں تو ایک علت اولےٰ ماننے کے سوا چارہ نہیں۔ کیونکہ علت و معلول کا سلسلہ نامتناہی ہے۔ اس لئے کہا ہے کہ علت اولےٰ کی علت نہیں۔

اسکو ماننے میں ایک قباحت بیان کیگئی ہے کہ خداوند عالم علیم کل کو اسکا علم نہ رہیگا۔ لیکن دعوےٰ بلا دلیل باطل ہوا کرتا ہے اور یہی حالت یہاں ہے۔ کیونکہ کوئی وجہ نہیں بیان کیگئی۔ جب وہ محیط کُل ہے اور مدرک بالذات ہے تو یہ کیوں فرض کیا جا سکتا ہے۔ اُسے اُسکی حقیقت و ماہیت سے بے خبری رہیگی۔ پھر فرماتے ہیں کہ اُسکی صفات میں بوجہ ہم عمری کے شرک اور کُفر لازم آتا ہے۔ میں کہتا ہوں۔ کہ اگر محض ایک جُز سے مطابقت کا اقرار شرک اور کُفر کا مجرم ٹھیراتا ہے۔ تو مجھے معاف فرماویں۔ کہ بعد از قیامت جنکے لئے "خالدون فیہا" کہکر ابدیت ثابت کیگئی ہے۔ تو کیا اُنہیں مذکورہ الزام کا مورد ثابت کرنا بے انصافی نہ ہوگی۔

بے اسطرح نہ تسلیم کرنیسے ایسی لکڑ توڑ قباحت پیش آتی ہے۔ جسے ٹھنڈے دل سے غور کرنے کی ضرورت ہے۔ وہو ہذا۔

یہ مسلہ امر ہے۔ کہ واجب الوجود کی صفات بھی ازلی و ابدی ہیں۔ اور مالک اور ملکیت ایک لازم اور ملزوم امر ہے۔ اور عالم اور معلوم بھی اس طرح لازم ہیں۔ جس سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ اگر واجب الوجود میں یہ صفات ازلی و ابدی ہیں۔ تو اُنکے ملزوم بھی ازلی و ابدی ہیں۔ فہو المراد۔

آگے چلکر مسئلہ تناسخ سے انکار کیا ہے۔ مگر بلا دلیل لہذا ہمیں خواہ مخواہ کی ٹانگ اڑانی منظور نہیں۔ اگر حکیم صاحب کا شوق ہو۔ تو کچھ برگ سبز پیش کئے جاویں گے۔

آگے مکتی (نجات) کے متعلق حکیم صاحب بہت گرم ہوئے ہیں۔ اور کان پکڑ کر مکتی سے نکلنا انہیں تکلیف دے رہا ہے۔ یہ مضمون بذات خود ایک لمبا اور مشکل مضمون ہے۔ اگر میرے مشفق دوست نے اخلاق اور تہذیب کے اندر میرے مذکورہ خیال کی تنقید فرمائی تو آئندہ میں اِس مضمون پر بھی مشرح لکھکر حکیم صاحب کی تسلی کر دونگا۔ اگر کہیں کوئی لفظ حکیم صاحب کی شان میں نکل گیا ہو۔ تو معاف فرماویں۔

گنگا رام حکیم حاذق سرائے سدھو

جوابات استفسارات

جواب نمبر ۱۱ (از جناب سید فضل حسین صاحب حکیم (موجد حیات نسواں) بھگتانوالہ دروازہ امرتسر) خون حیض کا کبھی بالکل بند ہو جانا اور رحم میں درد ہونا اِس حقیقت پر شاہد ہیں۔ کہ مریضہ کا رحم اپنے مفوضہ و مخصوصہ فعل میں کوتاہی کرتا ہے۔ اور یہی عقر کی وجہ ہے ورنہ مریضہ کو نہ تو صفراوی مرض ہے۔ اور نہ سوداوی۔ اور نہ ہی کسی گرم ادویہ کے استعمال سے اس کے اندر گرمی پیدا ہو گئی ہے۔ ادویہ کے گرم و سرد۔ تر و خشک ہونے کی اصطلاح بالکل کمزور اور بودی ہے۔ کیونکہ دُنیا کی کوئی دوائی محض گرم یا سرد نہیں کہلا سکتی۔ بلکہ اگر ایک دوائی کسی عضو پر تسخین کا عمل کرتی ہے۔ تو دوسرے عضو پر تسکین کا۔ انار میخوش اگر معدہ میں تبرید و تسکین پیدا کرتا ہے۔ تو

امعاء میں خراش کرتا ہے۔ کاسنی اگر معدہ و مثانہ میں تبرید و تسکین کرتی ہے تو جگر کو تسخین و تحریک دیتی ہے۔ اس لئے اس کو مفتح سُدۂ کبد کہتے ہیں۔ قلمی شورہ باوجود گرم و خشک ہونے کے مدر ہے۔ مگر انار بھی باوجود سرد و تر ہونیکے ادرار کرتا ہے۔ کیا سمجھیں؟ حقیقت میں قدرت نے ہر ایک دوا کو ایک ایک عضو کے ساتھ مختص کر دیا ہے جس طرح ہم ادویہ کے محض گرم و سرد ہونے کے قائل نہیں۔ اسی طرح کوئی مرض محض صفرادی یا سوداوی وغیرہ نہیں کہلا سکتی۔ یعنی صفرا۔ بلغم سودا وغیرہ کا جھگڑا بالکل فضول ہے۔ مرض اعضا کے تفریط و افراط سے ہوتا ہے۔ نہ کہ اخلاط وغیرہ سے۔ ہمارے پاس اِس امر کو باور کرنے کے لئے کافی وجوہات و تجربات و مشاہدات موجود ہیں۔ کہ جو ادویہ طبیب بہت سخت گرم شمار کرتے ہیں۔ اور انکا استعمال اپنے زعم کی گرم امراض میں نہایت بُرا خیال کرتے ہیں۔ وہی ادویہ موقعہ اور مناسبت سے استعمال کرانے پر فی الفور مرض کا استیصال کر کے تسکین دیتی ہیں۔ ابتدا سے ہی ہم نے کبھی کسی مریض کو غلبہ صفرا۔ بلغم۔ سودا وغیرہ کا نہیں دیکھا۔ بلکہ جب بیماری کو دو چار روز ہوئے گذر جاتے ہیں۔ اور اعضاء اپنے مفوضہ و مخصوصہ فعل سے مجبور رہ کر کوتاہی کرنے لگ جاتے ہیں۔ تو لامحالہ۔ چہرہ۔ زبان۔ قارورہ وغیرہ زرد۔ سرخ ہو جاتے ہیں۔ البتہ ڈاکٹر صاحب کا پوٹاسیم والا نسخہ ضرور خطرے والا تھا۔ کیونکہ پوٹاسیم کے جتنے نمک ہیں۔ اُن پر تجربہ کیا گیا ہے۔ کہ اگر انکو دماغ کی سطح پر لگایا جائے۔ تو تشنج پیدا کرتے ہیں۔ اور اگر بے محل و موقعہ کھلائے جائیں تو خون میں اُن کی مقدار زیادہ ہو کر دل و دماغ کو کمزور کرتی ہے۔ اسکے علاوہ عضلات کو بھی ضعیف کرتے ہیں۔ اِسی وجہ سے مریضہ کو شدید تکلیف ہوئی۔ اگرچہ آپ حکیم ہیں اور آپ نے کئی ایک رطب و بارد ادویہ سے مریضہ کا علاج کیا ہے۔ مگر چونکہ آپ نے اخلاط کے ماتحت علاج کیا ہے۔ اِسی وجہ سے ناکامی ہوئی ہے۔ آپ اِن تمام گرم و سرد بکھیڑے کو چھوڑ کر ہمارا طریقہ علاج بہ موسوم طب پنجابی جدید کا دستور العمل فرمائیں بفضلِ خدا یقین واثق ہے۔ کہ مریضہ کو صحت ہو کر اسکا نخلِ مراد بار آور ہو۔ سب سے پہلے آپ بانی انجمن خادم الحکمت کا تیار کردہ نسخہ سفوف مبارک استعمال فرما کر اماله

مواد فاسد کا کریں جس سے دوچار اسہال ہونگے۔ آپ اس سے یہ نہ سمجھ لیں۔ کہ ہم نے بھی اخلاط کے مسئلہ کو تسلیم کر کے مسہل کی رائے دی ہے۔ ہرگز نہیں مسہلات نہ اس لئے مفید ہیں۔ کہ اُن سے اخراج اخلاط کیا جاتا ہے۔ بلکہ ادویہ مسہلہ سے تسخین معدہ ہو کر امالہ ہو جاتا ہے۔ بعد سفوف مدر کا استعمال کرائیں۔ یہ ہر دو نسخہ رسالہ ہدیتہ الاطباء میں درج ہیں۔ جن کو حکیم صاحب بانی انجمن خادم الحکمت نے ہر ایک ممبر انجمن کے لئے بطور ہدیہ و تحفہ پیش کیا تھا۔ اس میں سے دیکھ کر خود تیار کر لیں۔ یا براہ راست حکیم صاحب سے طلب کر لیں۔ اس کے بعد حب حیات نسواں جو اس خادم کا مجوزہ و مخترعہ نسخہ ہے۔ جس کو خاکسار نے سینکڑوں مستورات پر بلا مبالغہ مفید ثابت کیا ہے۔ براہ راست مجھ سے طلب کر لیں اور استعمال کرائیں۔ خدا کے فضل و کرم سے مریضہ کو صحت ہو کر نخل مراد بار آور ہوگا۔ چونکہ آپ میرے فنی بھائی ہیں۔ اور علاوہ اس کے انجمن کے ممبر بھی ہیں۔ اس لئے آپ سے کسی قسم کی تنگدلی اور بخل روا نہیں رکھا گیا۔ صحیح مشورہ عرض خدمت کیا گیا۔

جواب نمبر ۱۲ گذشتہ رسالہ میں تحریر ہو چکا ہوا ہے۔ ایڈیٹر

جواب نمبر ۱۳ (سلسلہ کے لئے دیکھو رسالہ بابت ماہ مارچ سنہ ۱۹۲۱ء) جن میں سے موٹے موٹے اقسام یہ ہیں۔ اول دماغی اس کی علامات ہذیان و تشنج وغیرہ ہیں۔ دوسرا نخاعی اس کی علامات استرخاء وغیرہ ہیں۔ تیسرا عضلاتی اس کی علامات مختلف قسم کی دردیں ہیں۔ جو کہ کمر اور بازو و رانوں وغیرہ اعضاء میں بشدت ہوتی ہیں۔ چوتھا معدی اس کی علامات درد معدہ۔ قے تھوع۔ شدت پیاس وغیرہ ہیں۔ پانچواں معوی اس کی علامات پیچش۔ نفخ۔ اسہال وغیرہ ہیں۔ چھٹا کلوی اس کی علامات چہرہ کا تیج اور سوزش و بندش بول اور درد گردہ وغیرہ ہیں۔ ساتویں کبدی اس کی علامات زردی رنگ بدن اور درد کبد وغیرہ ہیں۔ آٹھویں رحمی اس کی علامات درد رحم۔ بندش حیض یا ادرار حیض وغیرہ ہیں۔ نویں رئوی اس کی علامات چھینکیں کھانسی سانس کی تنگی وغیرہ ہیں۔ دسویں جلدی اس کی علامات کسی حصہ جلد پر زخم یا ورم کی موجودگی ہے۔ یہ موٹے موٹے دس اقسام ہیں۔ علاوہ اسکے

بھی کچھ اقسام بن سکتے ہیں۔ لیکن وہ انہیں اقسام کے تحت کسی نہ کسی قسم میں آ جاتے ہیں۔

علاج ۔ اس قسم کے مرکب تپوں کے علاج بھی بہت سی اقسام پر منقسم ہونے چاہئیں۔ سو ہم ایسے مریضوں میں صرف تپ کا علاج نہیں کرینگے۔ بلکہ امراض کا علاج بھی ساتھ ہی اختیار کرینگے۔ جو تپ کے ساتھ مرکب ہیں۔ پس معالج کا فرض ہے کہ ایسے مریض کا علاج بھی مرکب اختیار کرے یعنی ایسا طریق اختیار کرے جس سے اصل مرض تپ کو بھی فائدہ ہو یعنی قلب (دل) کا فعل بھی کمی کی طرف ہو کر اعتدال قبول کرے اور ساتھ ہی مرض شرکی کا بھی علاج کرے۔ سو پہلے مقصد کے حصول کے واسطے مریض کو اندرونی طور پر صرف نیلوفر کا استعمال کرائے قطعاً اس کے ہمراہ دوسری کوئی دوائی نہ ملائے۔ خواہ شربت نیلوفر ہو خواہ عرق نیلوفر خواہ خیساندہ نیلوفر ہو۔ پس میرے نزدیک ہر قسم کے بخاروں کے واسطے نیلوفر بہت ہی اعلےٰ اور مفید دوائی ہے۔ اسکے استعمال سے دل کی حرکت میں آہستہ آہستہ سکون پیدا ہوتا جاتا ہے۔ اور اس کی افعالی بے اعتدالی کم ہوتی جاتی ہے۔ اور اس طرح بتدریج دیگر تمام عوارضات میں تخفیف ظاہر ہوتی جاتی ہے۔ جن مریضوں میں پیاس کا عارضہ زیادہ ہو انکو ترشیاں بھی بہت مفید پڑتی ہیں۔ کیونکہ ترشیاں بہ سبب قبض کے عروق دموی معدہ کو منقبض کرتی ہیں۔ اور اس طرح وہاں سے مادہ کا رجوع ہو جاتا ہے یعنی وہاں سے اجتماع خون کم ہو جاتا ہے۔ جو پیاس اور حرارت کا سبب تھا۔ پس ایسے موقعہ پر سرکہ سکنجبین۔ زلال املی و آلو بخارا وغیرہ وغیرہ میں سے کوئی ایک چیز دیدیا کریں۔ لیکن اگر ایسے موقعہ پر ضرورت ہو تو نیلوفر کے ساتھ کوئی ترشی ملا کر بھی دے سکتے ہیں۔ لیکن یہ چیزیں بتدریج فائدہ کرتی ہیں۔ جو مرض نہایت شدید ہو اور اسکا زور دمبدم بڑھ رہا ہو اسکا مقابلہ نیلوفر سے نہیں ہو سکتا۔ ایسے مریضوں کو بیش مدبر استعمال کر لینا چاہئے جو کہ دل کی حرکت کو بہت جلد کم کرنے میں ایک لاثانی چیز ہے۔ لہذا اسکا مشہور مرکب سفوف بیشی استعمال کرانا چاہئے۔ علاوہ ازیں بعض ایسی تجاویز اور اعمال بھی

ہیں جو کہ تپ کی زیادہ حرارت کو کم کرنے اور عوارضات تپ کو کمزور بنانے اور حرکات قلبیہ کے سست کرنے میں بہت ہی اعلےٰ درجہ کی کارگر ہو سکتی ہیں۔ جیسے سرد پانی سے غسل دینا یا گرم پانی کی بھاپ وغیرہ وغیرہ جن کے یہاں لکھنے کی گنجائش نہیں ہے نیز دیگر تجاویز مثل ادرار و اسہال و تعریق بھی تپ کا غلبہ توڑنے یا مسامات کے خارج ہو جاتی ہے۔ اور خون کی کمی کی وجہ سے بدن سرد ہو جاتا ہے۔ فصد بھی اسی فائدہ کے واسطے کیا جاتا ہے۔ لائق طبیب جو تجویز مفید اور مناسب وقت اور موافق مریض کے سمجھے عمل میں لا سکتا ہے

لیکن یاد رہے کہ یہ تمام اعمال ہر ایک مریض تپ میں یکساں مفید اور موثر نہیں ہوا کرتے۔ بلکہ ایسا ہوتا ہے کہ اگر تو مرض مفرد ہے یعنی صرف مفرد تپ ہے تو ان تجاویز سے ایک ہی دن میں بمجرد اثر کرنے ان اعمال کے بخار اُتر جاتا ہے۔ لیکن اگر تپ مرکب ہو تو پھر تپ فوراً نہیں اُتر جاتا۔ لیکن تاہم اس کا زور ضرور کم ہو جاتا ہے۔ لہذا معالج کو چاہیئے کہ اس دوسری مرض کا علاج ساتھ ساتھ کرتا جائے۔ یعنی جو جو مرض جس جس عضو کی تپ کے ساتھ شریک ہے۔ جس کی وجہ سے تپ اُتر نہیں سکتا۔ اسکا علاج کرے۔ اگر غشاء مخاطی کا مرض ہے۔ تو اس کی علامات کے ماتحت اسکا علاج کرے۔ اور اگر جگر مریض ہے تو اس کی اصلاح کرے۔ علےٰ ہذا القیاس جس عضو معتبر میں جو نقص دیکھے اسکی اصلاح کرے۔ چونکہ مرکب تپوں کی بہت اقسام ہیں۔ اور ایک ایک قسم تپ کے واسطے کم از کم دو دو صفحے بھی اگر لکھوں تو یہ مضمون ایک کتاب بن جائیگا۔ اس واسطے انکو چھوڑ کر صرف آپکے سوال پر مزید روشنی ڈالنا چاہتا ہوں۔ آپ کا سوال تپ محرقہ یا موتی جھرا کی نسبت ہے۔ لیکن ہماری طب جدید میں اس نام کا کوئی تپ نہیں ہوتا۔ یہ اپنی اپنی اصطلاحیں ہیں۔ اور میں سچ سچ عرض کرتا ہوں۔ کہ ہمارے ملک میں اچھے اچھے اطباء بھی بالاتفاق ان تپوں کو متعین و متمیز نہیں کر سکتے۔ ایک ہی تپ کو ایک طبیب محرقہ قرار دیتا ہے۔ دوسرا اسی کو کسی اور نام سے موسوم کرتا ہے۔ مثلاً ورم جگر یا ورم دماغ یا ورم ریہہ کے

تپ ابتداء میں شناخت نہیں کئے جاسکتے۔ بڑے بڑے طبیب انکو سونوخس یا محرقہ ہی قرار دیا کرتے ہیں۔ لیکن علامات کی شدت کے بعد معلوم کرتے ہیں کہ فلاں مرض ہے۔ پھر اس مرض کے اقسام کے تعین میں کوشش کرتے ہیں کہ یہ کونسی قسم ہے۔ مثلاً سرسام ہے تو فرانیطس یا غیر خالص یا لشیرغس یا سوداوی وغیرہ علےٰ ہذا القیاس ہر ایک عضو کی امراض میں پھر اخلاط کی مشکل میں پھنس جاتے ہیں اور تپ کی نوعیت کا خیال بھی انکو آنا مشکل ہو جاتا ہے۔ لیکن میرے نزدیک صحیح یہ ہے کہ ہر ایک شدید تپ کے واسطے دو باتیں ضروری ہوتی ہیں یا تو اسکے اسباب شدید ہونگے اور یا وہ مریض جوان اور قوی البنیہ ہوگا۔ بلکہ عموماً یہ دونو سبب اکٹھے بھی ہو جاتے ہیں۔ مثلاً ہمیشہ شدید امراض تبھی ہوا کرتی ہیں جبکہ انکی پیدائش کے اسباب بھی اپنی تعداد یا کمیت میں زیادہ ہوں اور مریض بھی طاقتور اور مضبوط اور جوان ہو۔ پس ہمیشہ مرض کی خفت و شدت کی طرف خیال رکھنا چاہئے تاکہ اسکے مقابل پر علاج خفیف یا شدید کیا جاسکے۔ پس اگر بخار خفیف ہوگا تو اس کا علاج بھی خفیف ہوگا جس سے بدن انسان میں بین طور پر اثر نہ پڑ سکے۔ مثلاً نیلوفر بنفشہ وغیرہ وغیرہ۔ لیکن اگر تپ شدید ہے تو انکا علاج بھی شدید ہوگا۔ یعنی فصد یا جلاب یا اور امر یا قے یا پسینہ لانا وغیرہ وغیرہ۔ لیکن اگر تپ پہلے تو شدید تھا۔ لیکن اب بعض علاجوں سے خفیف ہو گیا ہے۔ تو اس کا علاج مقوی ادویہ و اغذیہ اور مقوی بدن تجاویز و اعمال شفائیہ سے ہوگا۔ مثلاً سم الفار کا بقدر اقل استعمال کرانا مقوی اثر رکھتا ہے۔ تھوڑی تھوڑی ورزش یا تبدیلی آب و ہوا مفید ترین چیزوں میں سے ہے۔

مرکب تپوں میں اس امر کا خیال رکھنا چاہئے۔ کہ جس عضو کی مرض تپ کے ساتھ مرکب ہوگی۔ اس مرض کا ہمیشہ خیال رکھے تا ایسا نہ ہو کہ تپ کو اُتارنے کے واسطے کوئی ایسا عمل کر دیکھے جو کہ اس مریض عضو کے واسطے زیادتی مرض کا باعث ہو۔ مثلاً اگر ورم یا سوزش معدہ و امعاء سے شریک تپ ہوں تو ایسے مریض کا تپ توڑنے کے واسطے مسہلات و محرکات معدہ و امعاء سے پرہیز رکھے۔

اور جو تپ گروہ کی سوزش اور ورم کے باعث ہو اس میں ادرار نہ کرے۔ علیٰ ہذا القیاس ہر ایک قسم تپ میں ہر ایک عضو کی شراکت کا خیال رکھنا چاہئے۔ پس علاج تعرقہ وغیرہ کا یہی ہے کہ تپ کو کم کرنے کے واسطے ادویہ مسکنہ قلب استعمال کریں یا دیگر اعمال کو استعمال میں لائیں جو کہ تپ کو کم کرنے کے واسطے مقرر ہیں۔ اگر ان تجاویز سے بخار نہ اُترے تو وہ بخار مرکب ہوگا۔ پھر حسب اُس شرکی مرض کے علاج شروع کریں۔ لیکن اگر اس عضو کی آفت دور ہو جانے کے باوجود پھر بھی بخار نہ اُترے تو مقوی ادویہ سے علاج کرنا چاہئے۔ مثلاً ادویہ مقویہ مثل کشتہ ابرک۔ کشتہ ہڑتال۔ کشتہ سنکھیا۔ یا قوتیات و مفرحات و ماء اللحم وغیرہ کا استعمال کرانا ضروری ہوگا۔

احمد الدین مدیر رسالہ

جواب نمبر ۱۴ (منجانب جناب حکیم مولوی مرزا عبدالحمید بیگ صاحب لاہوری سابق اڈیٹر رسالہ اشاعت الحکمت) اگرچہ یہ ایک مشہور مسئلہ ہے۔ اور ہر کس و ناکس خواہ جاہل ہی کیوں نہ ہو۔ یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ گرہن کا اثر حمل پر ضرور ہوتا ہے۔ چنانچہ تاریخ میں لکھا ہوا ہے جب اکبر بادشاہ کی ماں حاملہ تھی تو اس نے گرہن کے وقت اپنے پاؤں پر پھول بنایا تھا۔ جب اکبر پیدا ہوا تو اس کے پاؤں پر اسی طرح کا پھول بنا ہوا تھا۔ چونکہ یہ ایک تاریخی واقعہ ہے اس لئے اس کو درج مضمون کیا گیا۔ ماسوا اسکے ہزارہا واقعات اور مشاہدات ہمارے سامنے ہوتے رہتے ہیں۔ جن سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ کسوف وخسوف کا اثر حوامل پر ضرور ہوتا ہے۔ چونکہ ہمارا نفس مضمون محض حوامل پر اثرات کا ثابت کرنا ہے۔ اس لئے محض امور متعلقہ کا ہی ذکر کیا جائیگا۔ لیکن یہ امر بدیہی ہے کہ چاند اور سورج کا اثر تمام مخلوقات پر ہوتا ہے۔ جیسا کہ سورج کی گرمی سے پھل پکتے ہیں۔ اور چاند کی روشنی سے مخلوقات نشوونما پاتی ہے۔

سورج گرہن ہمیشہ اخیر چاند کی تاریخوں میں ۲۷-۲۸-۲۹ تاریخ کو لگتا ہے اور یہ ایسا قاعدہ ہے جسکے برخلاف کبھی آجتک نہیں ہوا۔ اور اسی طرح گذشتہ واقعات سے متاثر ہوکر آئندہ کے لئے بھی یہ بطور پیشگوئی بیان کر سکتے ہیں کہ سورج گرہن

کی یہی تاریخیں ہوا کرینگی جنکا ذکر کیا جا چکا ہے۔ اور چاند گرہن ہمیشہ اپنی ۱۳۔ ۱۴۔ اور ۱۵ تاریخ کو لگتا ہے۔ اور انہی تاریخوں میں ہمیشہ لگتا رہیگا گرہن کی تاریخوں کا ذکر ہمنے ضمناً کر دیا ہے۔ تاکہ ناظرین کو اس مضمون کے ساتھ پوری دلچسپی ہو جائے اور ٹھیک طور پر سمجھ میں آجائے۔ اب ذیل میں ہم ثابت کرینگے کہ حوامل پر کس طرح گرہن کا اثر ہوتا ہے۔

واضح ہو کہ چاند ہماری زمین کا چاند ہے جو کرہ ارض کے گرد چکر کھاتا رہتا ہے۔ اس لحاظ سے چاند کا محور زمین ہوئی۔ اور زمین سورج کے گرد چکر کھاتی ہے۔ اس طرح زمین کا محور سورج ہوا خیال رہے کہ ہر ایک سیارے کا ایک محور ہوتا ہے۔ اور تمام سیارے اپنے محور میں چکر کھا رہے ہیں۔ جیساکہ قرآن پاک میں فرمایا کہ کل فی فلک یسبحون۔ تمام اپنے محور میں چکر کھا رہے ہیں۔ منجمین کا خیال ہے کہ تمام اشیاء کا محور سورج ہے۔ اور تمام سیارگان سے بڑا سیارہ ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہماری زمین کے ساتھ چاند اور سورج کا ایک خاص تعلق ہے۔

یہ بھی خیال رہے کہ سورج کی شعاعوں سے صرف پھل ہی نہیں پکتے بلکہ تمام مخلوقات کے ساتھ اس کی شعاعیں وہی کام کرتی ہیں جو پھلوں کے ساتھ کرتی رہتی ہیں۔ اسی طرح چاند کی روشنی صرف نباتات کو ہی نشوونما نہیں دیتی بلکہ انسانی اور اسکے علاوہ دیگر مخلوقات کو بھی نشوونما دیتی ہیں۔

چاند کی پہلی تاریخوں میں یعنی قمر سے لیکر بدر تک یعنی تیسری تاریخ سے لیکر ۱۵ تاریخ تک مخلوقات میں نشوونما پانے کا بہت زور ہوتا ہے۔ جیساکہ اکثر لوگوں نے ککڑی کو دیکھا ہوگا کہ چاند کی روشنی میں ایکدم بڑھ جاتی ہے۔ اور اسکا اس طرح پر نشوونما پانا صرف گھنٹوں اور منٹوں میں ہوتا ہے۔ ابھی بالشت بھر تھی ابھی گز بھر لمبی ہوگئی۔ اور جب چاند گھٹنا شروع ہو جاتا ہے۔ تو مخلوقات میں نشوونما پانے کا وہ زور نہیں رہتا۔ بلکہ بعض کا خیال ہے کہ اخیر چاند میں جبکہ چاند گھٹنا شروع ہوتا ہے کوئی چیز نشوونما نہیں پاتی۔ حکما کا قول ہے کہ ابتدائی

چاند کی تاریخوں میں جانداروں کا دوران خون تیز ہوجاتا ہے۔ راقم مضمون نے بارہا اس امر کا تجربہ کیا ہے کہ چاند کی ابتدائی تاریخوں میں جو بچہ پیدا ہوتا ہے۔ وہ طاقتور ہوتا ہے۔ برخلاف اسکے جو بچہ چاند کی پچھلی تاریخوں میں پیدا ہوتا ہے۔ وہ بہت کمزور اور ہلکے بدن کا ہوتا ہے۔ اور اسی لئے یہ امر بھی کسیقدر اس مضمون کو قوت دیتا ہے کہ اکثر اوقات اخیر چاند کی تاریخوں میں لڑکیاں پیدا ہوتی ہیں اور شروع چاند میں لڑکے۔ اگرچہ یہ قاعدہ کلیہ نہیں ہے۔ لیکن تاہم میرا مطلب اس امر کے بیان کرنے کا صرف یہ ہے کہ اخیر تاریخہائے چاند میں جو مخلوق پیدا ہوتی ہے۔ وہ نسبتاً کمزور ہوتی ہے۔ یعنی یا تو لڑکی پیدا ہوگی اور اگر لڑکا ہوگا تو اسکے قوائے بہت کمزور ہونگے۔

چونکہ ابتدائی چاند کی تاریخوں میں دوران خون تیز ہوجاتا ہے۔ اس لئے ان تاریخوں میں اگر جماع کیا جائے تو یا تو لڑکا پیدا ہوگا اور اگر لڑکی پیدا ہوگی۔ تو بہت طاقتور ہوگی۔ اسی طرح اگر اخیر تاریخہائے چاند میں حمل قرار پائے تو یا تو لڑکی پیدا ہوگی اور اگر لڑکا ہوگا تو بہت کمزور اور لاغر جسم کا ہوگا۔ شیخ نے دیگر علامہ مصنفین نے اس مضمون کو وضاحت کے ساتھ لکھا ہے۔ لیکن میں اس لئے مختصر لکھتا ہوں کہ موجودہ صورت مضمون لکھنے کی ایک جوابی حیثیت رکھتی ہے جو رسالہ ہذا کے شائد جوابی کالم میں درج ہو۔ اگرچہ موقعہ ملا تو میں کبھی وضاحت کے ساتھ لکھونگا۔ خیر۔ میرا مطلب اب یہ ہے کہ سطور بالا سے یہ امر ثابت ہوگیا ہے کہ سورج اور چاند کا اثر کرہ ارض کی تمام مخلوقات پر پڑتا ہے۔ خواہ نباتات ہو یا جمادات یا حیوانات۔ پس ایسی صورت میں جب انسانوں یا دیگر جانداروں کا دوران خون تیز ہوگیا ہو۔ اور ان میں نشوونما پانے کی زبردست طاقت کی لہر موجزن ہو تو یقین کرنا پڑتا ہے کہ حمل پر جو جلدی نشوونما پا رہا ہوتا ہے چاند گرہن کا اثر ہوجاتا ہے۔ اور کوئی عضو جو اسوقت یعنی گرہن کی کی حالت میں نشوونما پاتا تھا۔ بیکار ہوگیا ہو یا کچھ نہ کچھ اس میں نقص پیدا ہوگیا ہو۔

کبھی گرہن کے وقت والدین کی حرکات وسکنات سے بھی حمل پر اثر پڑتا ہے۔ اس کی وجہ میرے خیال میں صرف یہ ہو سکتی ہے کہ چونکہ والدہ کا خاص طور پر اور باپ کا عام طور پر خون کا تعلق حمل کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور ایام حمل میں تو ماں کے دوران خون کا تعلق حمل کے ساتھ مسلمہ ہے۔ اس لئے یہ امر بھی بعید از عقل نہیں ہے۔ کہ یہ تسلیم کر لیا جائے کہ والدہ کے حرکات وسکنات سے گرہن کی حالت میں حمل پر کچھ اثر پڑے۔ جیسا کہ اکبر بادشاہ کا تاریخی واقعہ بھی اس امر کے ثابت کرنے میں موید ہے۔ زندہ مثالیں اس امر کے لئے کہ ماں کا اثر جنین پر کس طرح ہوتا ہے۔ بکثرت موجود ہیں۔ مثلاً کبھی حاملہ کو رنج اور غصہ پیدا ہو جائے۔ اور کوئی خوفناک خبر اسکو سنائی دے تو حمل کی حالت متغیر ہو جاتی ہے۔ اور کبھی صدمات کی وجہ سے حمل ساقط ہو جاتا ہے۔ طبی کتابوں میں اکثر ان امور کا ذکر ہو چکا ہے۔ جن کی تفصیل کی ضرورت نہیں ہے۔ پس، یہ ثابت ہوا کہ حاملہ کی روح کو اگر کوئی تکلیف ہو یا اسکے دوران خون میں کسی خاص قسم کا تغیر واقعہ ہو تو اس کی وجہ جنین کی حالت میں بھی تغیر آجاتا ہے۔ اب سوال یہ رہا۔ کہ گرہن کا اثر بعض جنین پر پڑتا ہے۔ اور بعض پر نہیں پڑتا۔ اس کے وجوہات کیا ہیں؟

ہمارے خیال میں مفصلہ ذیل جواب اس امر کے حل کرنے کے لئے کافی ہوگا۔

(۱) یہ کہ وہ حمل جو ایسے وقت میں قرار پائے ہوں جبکہ ماہتاب کا لگن ہو تو ایسے واقعات کے ماتحت جنین بکلی طور پر ماہتاب کے زیر اثر ہوگا۔ اور گرہن کا اثر بالخاصہ جنین پر ہوگا۔ اس امر کی تحقیقات کے لئے نجوم کی کتابوں کی سیر کرنا ازبس ضروری ہے۔ اور شیخ نے بھی باب بحران میں سیارگان کی تاثیرات کا دخل بحران میں تسلیم کیا ہے۔ جس سے ہمارے مضمون کی تائید ہوتی ہے۔

اسی طرح اگر حمل سورج کے لگن کے وقت قرار پایا ہو تو سورج کا اثر جنین پر بالخاصہ ہوگا۔ اور گرہن کی صورت میں جنین پر کچھ نہ کچھ بُرا اثر پڑیگا۔ اب

ایک اور سوال باقی ہے۔ وہ یہ کہ گرہن کا اثر مختلف کیوں ہوتا ہے۔

سو گذارش ہے کہ عین ایسے وقت میں جب کوئی اعضاء جنین کا تیار ہو رہا ہو گرہن ہو جائے تو اسی اعضاء پر اثر پڑیگا۔ نہ کہ دوسرے اعضاء پر جو تیار ہو چکے ہوں۔ یا جس کے تیار ہونے میں ابھی وقفہ ہے۔ یا اس میں کچھ شک نہیں کہ اکثر اوقات مادے کی کمزوری کے باعث بھی بعض اعضاء جنین کے کمزور رہتے ہیں۔ لیکن یہ امر بھی صاف ہے کہ گرہن کی صورت میں بھی بعض اعضاء جنین کے نامکمل یا غیر صحیح رہ جاتے ہیں۔

علاوہ ازیں اثرات کے مختلف طور پر واقعہ ہونے کی زندہ مثالیں بھی ہمارے سامنے موجود ہیں۔ جن کے واقعات بالکل مختلف ہوتے ہیں۔ مثلاً ایک شخص دھوپ میں بکثرت بیٹھا رہتا یا پھرتا رہتا ہو تو اسکا رنگ سیاہ ہو جاتا ہے۔ برخلاف اس کے اگر ایک شخص کسی مکان کے اندر دھوپ سے بچا رہتا ہے تو اس کی رنگت پر سورج کی حرارت کا وہ اثر نہیں ہوتا۔ جو دھوپ میں پھرنے والے شخص پر ہوتا ہے۔ یا یوں خیال کیجئے کہ جو لوگ منطقہ حارہ کے ممالک میں رہتے ہیں۔ انکے رنگ سیاہ ہوتے ہیں۔ اور جو آبادی منطقہ حارہ سے دور ہے مثلاً یورپ وغیرہ وہاں کے لوگوں کے رنگ عام طور پر سفید ہوتے ہیں۔ یا یوں سمجھئے کہ وہ درخت جو عین سورج کے مقابل پر ہوں انپر سورج کا بالخاصہ اثر ہوتا ہے۔ برخلاف اسکے وہ درخت جو کسی درخت یا کسی مکان کی یا کسی پہاڑ کی آڑ میں ہوں۔ انپر سورج کا وہ اثر نہیں پڑتا جو عین سامنے کے درخت پر ہوا تھا۔ یہ مشاہدات ایسے ہیں جو ہر وقت ہماری نظروں کے سامنے ہیں۔ اور ہر وقت انکو دیکھتے رہتے ہیں۔ پس ثابت ہوا۔ کہ اثرات مختلف واقعات مختلف زمان مختلف ممالک کے لحاظ سے بالکل مختلف ہوتے ہیں۔ اب ان مثالوں کو نفس مضمون پر چسپان کریں۔ تو مدعا بالکل صاف ہو جاتا ہے۔

پس قیاس اغلب ہے کہ اگر حاملہ گرہن کے وقت پوشیدہ مکان میں بیٹھے

جائے تو گرہن کا اثر نسبتاً ایسی حاملہ کے بہت کم ہوگا - جو صاف طور پر گرہن کے سامنے ہو - اسی لئے اکثر لوگ حاملہ عورتوں کو چلتے پھرنے سے باز رکھتے ہیں بشرط ضرورت انشاء اللہ تعالےٰ اس مضمون کو شرح و بسط کے ساتھ لکھونگا -

ایضاً (جواب منجانب حکیم سراج الدین صاحب شاہ پوالیہ)

میرے خیال میں مولود پر بعض علامات و نشانات غیر طبعی کا پایا جانا سورج یا چاند کے گہن ہونے کی تاثیر کی وجہ سے نہیں ہوا کرتا - بلکہ اس کی وجوہات بے شمار قسم کی ہو سکتی ہیں - جن کا تعلق تکون اور نمو جسم سے ہے لیکن عام طور پر ایسے نشانات کو لوگوں کا چاند گرہن کہنا حقیقی طور پر نہیں ہے - بلکہ محض استعارہ مجاز اور تشبیہہ و تمثیل وغیرہ کی صورت پر ہے - چونکہ مولود اپنی خوبصورتی اور لطافت کی وجہ سے دُنیا کی نظروں میں محبوب ہوتا ہے - خصوصاً اس کے والدین و دیگر قریبی رشتہ داروں کو لہذا مولود کے جسم پر کوئی غیر طبعی یا بدنما نشان کو دیکھکر وہ کہہ اُٹھتے ہیں کہ چاند کو گہن لگا ہوا ہے - یا چاند سے انکی مراد وہ خوبصورت بچہ ہے اور گہن سے مراد وہ دھبہ یا نشان ہے جو کہ غیر طبعی طور پر شاذ و نادر ظاہر ہوتا ہے - ابتداً انہیں معنوں میں یہ لفظ مشہور ہوا کہ یہ چاند گرہن ہے - لیکن بعد میں اوہام پرست لوگوں نے اُس نشان کو واقعی گہن کی تاثیر سے پیدا شدہ قرار دے لیا جو کہ آجتک علمی اور یقینی رنگ میں صحیح ثابت نہیں ہو سکا - البتہ وہمی طور پر اکثر لوگوں نے اسے گہن کیطرف منسوب کر دیا ہے -

یہاں کوئی صاحب یہ خیال فرما کر کہ گویا میں تاثیرات کواکب سے منکر ہوں - سیاروں کی تاثیرات کا ثبوت دینے کی بیفائدہ کوشش نہ کریں کیونکہ مجھے چاند اور سورج کی تاثیرات سے انکار نہیں ہے - اگر انکار ہے تو صرف اس صورت کذائیہ سے کہ گہن کے وقت حاملہ اپنے جسم کے متعلق جہاں بھی کسی قسم کا تغیر کرتی ہے یا خود بخود اسکے جسم میں کسی اور سبب سے کسی قسم کا تغیر پیدا ہو جائے - تو بعینہ وہی تغیر بچہ کے اسی عضو میں پیدا ہو جاتا ہے - یہ تاثیرات اور خواص گہن کے عجیب قسم پر تسلیم کئے جاتے ہیں - جنکو عقل سلیم تسلیم کرنیکے واسطے تیار نہیں ہے - اسکے ماننے والوں پر لازم ہے کہ بعض حوامل کو گہن کے وقت مختلف صورتوں میں مختلف اعضا پر نشان لگائیں اور پھر

سراج الدین - ورنہ غلط ہے - اسکے بچوں کو بعد پیدائش کے دیکھیں اگر واقعی وہ نشان مولود پر ہو تو صحیح ہے

اغراض و مقاصد

انجمن خادم الحکمت شاہدرہ۔ لاہور

(۱) طب جدید و قدیم ہر قسم کے اصول علاج و تشریحات وغیرہ پر نظر کیجائے۔ اور ان میں سے خذ ما صفا و دع ما کدر کے اصل پر ہر ایک صحیح اور عمدہ بات لے لیجائے خواہ وہ طب یونانی کی تحقیقات ہو۔ یا ویدک اور ڈاکٹری وغیرہ کی

(۲) تمام انتخاب کردہ صداقتوں کو باہم تطبیق دے کر کتابی صورت میں لایا جاوے اور ملک میں اسے رواج دیا جائے۔

(۳) ہر قسم کی ادویہ مفرد و مرکبہ جو کہ موجودہ تمام طریقہ ہائے طب کی مجوزہ و مروجہ ہیں انکا مکرر امتحان اور تجربہ کیا جاوے اور انکے صحیح صحیح خواص اور فوائد اور مقدار خوراک وغیرہ کا تعین و تقرر کیا جائے۔

(۴) ہر قسم کی مفرد و مرکب ادویہ جو مجربہ و متحققہ انجمن ہوں انکا ذخیرہ فراہم کیا جائے۔ اور انکی ترویج اور فروخت کے لئے مختلف مقامات پر ایجنسیاں کھولی جائیں۔

(۵) مفردات کے ست۔ جوہر۔ روح۔ روغن وغیرہ نکالے جائیں اور انہیں سے مرکبات ترتیب دیئے جائیں۔ جو کہ استعمال میں آسان اور فوائد میں بڑھ چڑھ کر ہوں۔

(۶) علم کیمیا۔ علم جراحی۔ علم تشریح۔ اور علم افعال الاعضا کی اشاعت اور ترویج کی جائے۔ اور اہل ملک کو اس سے باخبر کیا جائے۔

(۷) ان تمام وسائل و ذرائع کو جو تکمیل و اصلاح اغراض و مقاصد انجمن کے متعلق معلوم و محسوس ہوں کام میں لایا جاوے۔

قواعد و ضوابط

انجمن خادم الحکمت شاہدرہ۔ لاہور

(۱) ہر ایک طبیب اور طب سے مذاق رکھنے والا خواہ کسی طریق اور کسی شاخ طب سے تعلق رکھتا ہو۔ انجمن ہذا کا ممبر ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ اغراض و مقاصد انجمن سے پورا پورا اتفاق رکھتا ہو۔ اور اسکی ترقی و بہبودی کے لئے ہر ممکن طریقہ سے کوشاں رہے اور تمام قواعد و ضوابط پر کاربند ہو۔

(۲) ہر ایک ممبر کا فرض ہوگا۔ کہ تمام ممبران کے ساتھ رشتہ اتفاق و اتحاد کو بڑھائے اور ان کو ہر ایک معاملہ میں عموماً اور طبی معلومات و ضروریات میں خصوصاً شرح صدر سے مستفیض و مستفید کرے اور کسی قسم کی تنگدلی اور بخل کو روا نہ رکھے۔

(۳) انجمن کی ممبری کے لئے نہ کوئی داخلہ ہوگا۔ اور نہ ہی کچھ ماہوار یا سالانہ چندہ۔ ہاں جو شخص خوشی سے فنی خدمت سمجھ کر کچھ حصہ لیگا۔ اس سے بصد شکریہ قبول کیا جائیگا۔

(۵) ہر ایک ممبر کو حق حاصل ہوگا۔ کہ تمام معاملات و امورات انجمن میں اپنی ازادانہ رائے دے سکے۔ مگر بعد مشورہ ممبران جس امر پر بمنظوری بانئ انجمن فیصلہ قرار پاجائے۔ اس کے برخلاف ناراضگی کا کوئی حق نہ ہوگا۔

(۶) انجمن کے تمام بڑے بڑے کام تجارتی اصولوں پر چلائے جائینگے جن میں ہر ایک ممبر شامل ہوسکتا ہے۔ اور اپنی محنت یا زر تجارت کے ماتحت حصہ لے سکتا ہے۔

(۷) وقتاً فوقتاً قواعد وضوابط انجمن میں مشورہ ممبران کے ماتحت ہر طرح سے ترمیم وتنسیخ ہوسکتی ہے۔

فرائض ممبران

انجمن خادم الحکمت شاہدرہ۔ لاہور

(۱) جو شخص انجمن ہذا کا ممبر بننا چاہے۔ اسے لازم ہے کہ بذریعہ تحریر اقرار کرے کہ میں نے اغراض ومقاصد اور قواعد وضوابط انجمن کو ملاحظہ کرلیا ہے۔ مجھے تمام امورات کے ساتھ پورا پورا اتفاق ہے۔ اور میں حتےالوسع انپر عمل کرنے کی کوشش کرونگا۔ میرا نام بزمرہ ممبران لکھ لیا جاوے۔ اور اس خط پر پورا پتہ بمعہ تاریخ وغیرہ درج کرکے دفتر انجمن میں بھیجدے۔

(۲) ہر ایک ممبر کا فرض ہے کہ جو اخبار یا رسالہ انجمن کی طرف سے جاری ہو اسکو خود خریدے اور اس کے خریدار پیدا کرنے کی کوشش کرے۔

(۳) جو ممبر باقاعدہ مطب رکھتے ہیں وہ حسب تحریر رسالہ ہدیۃ الاطباء اپنے زیر علاج مریضوں کیلئے باقاعدہ رجسٹر بناویں اور اپنی پریکٹس کی مختصر سی ماہواری رپورٹ دفتر انجمن میں ماہ بماہ بھیجتے رہیں

(۴) جنکا باقاعدہ مطب نہیں مگر علاج کرتے ہیں۔ انہیں بھی اپنے علاج کے کارنامے گاہ بگاہ منکشف کرتے رہنا چاہیے۔

(۵) ہر ایک معالج کے لئے لازم ہے کہ انجمن کی مجربہ ومصدقہ ادویہ کو زیر استعمال رکھے۔ خواہ اپنے پاس رکھے یا کسی مقامی عطار اور دوافروش کے پاس رکھوائے اور پھر خواہ وہ ادویات خود اپنے خرچ اور اپنے اہتمام سے تیار کرے۔ یا کارخانہ خادم الحکمت شاہدرہ لاہور کی تیار کردہ منگوائے

(۶) تشخیص الامراض وتحقیق الادویہ میں نئی تحقیقات سے ایزادی کرنے میں کوشاں رہیں۔

(۷) غیر طبیب ممبران کا فرض ہے کہ پبلک کو انجمن کی طرف رہنمائی کریں۔ اور انجمن کی ہر ایک مفید بات سے مستفید کرنے کی کوشش جاری رکھیں۔